طالب الہاشمی

حضرت عبداللہ بن سہیلؓ

حضرت ابو سہیل عبداللہؓ اس نامور باپ کے فرزند تھے جو اپنی طلاقتِ لسانی اور فصیح البیانی کی بدولت خطیبِ قریش کے لقب سے مشہور تھے۔ ان کے زورِ خطابت کا یہ عالم تھا کہ بڑے بڑے مجمعوں کو آناً فاناً متحرک کر دیا کرتے تھے۔ صرف خطابت ہی نہیں ان کی دانائی اور معاملہ فہمی بھی قریش کے نزدیک مسلم تھی، یہ خطیبِ قریش سہیل بن عمروؓ تھے۔ قدرت کی کرشمہ سازی دیکھیے کہ سہیلؓ اپنی دانش وحکمت اور جہاندیدگی کے باوجود فتح مکہ تک کفر وشرک کے اندھیروں میں ٹھوکریں کھاتے رہے لیکن اولاد (ذکور واناث) ایسی سعادت مند نکلی کہ بعثتِ نبوی کے ابتدائی زمانے ہی میں شرفِ ایمان سے بہرہ ور ہو کر سابقون الاوّلون کی مقدس جماعت میں شامل ہوگئی۔ حضرت عبداللہ، سہیل بن عمروؓ ہی کے فرزند تھے۔ ان کا تعلق قبیلہ عامر بن لؤیّ سے تھا نسب نامہ یہ ہے:

عبداللہ بن سہیل بن عمرو بن عبدِ شمس بن عبدِ ودّ بن نضر بن مالک بن حسل بن عامر بن لؤیّ۔

والدہ کا نام فاختہ بنتِ عامر (بن نوفل بن عبد مناف بن قصیّ) تھا۔

اس طرح والد اور والدہ دونوں طرف سے ان کا سلسلۂ نسب اوپر جا کر سرورِ عالم ﷺ کے نسب نامہ سے مل جاتا ہے۔

حضرت عبداللہؓ نے دعوتِ حق کے ابتدائی زمانے میں اسلام قبول کیا تو ان کے والد سخت غضب ناک ہوئے۔ انہیں مارا پیٹا قیدِ تنہائی میں رکھا لیکن وہ حق پر قائم رہے اس پر والد نے ان کی سرپرستی سے ہاتھ کھینچ لیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ دوسرے مشرکینِ مکہ بھی اسلام لانے کے ''جرم'' میں

انہیں ستانے لگے۔ آخر ۶ بعدِ بعثت میں۔ وہ سرورِ عالم ﷺ کے ایما پر مہاجرین حبش کے دوسرے قافلے میں شامل ہو کر حبش کے دارالغربت میں پہنچ گئے۔ ابنِ اثیرؒ کا بیان ہے کہ وہ کچھ عرصہ بعد حبش سے مکہ واپس آ گئے۔ والد اب ان پر پہلے سے بھی زیادہ سختی کرنے لگے۔ ان کے ہاتھ پاؤں باندھ کر ایک کوٹھڑی میں قید کر دیا اور صاف صاف کہہ دیا کہ جب تک محمد (ﷺ) کا دین نہیں چھوڑو گے اسی طرح قید و بند اور بھوک پیاس کی مصیبتیں جھیلتے رہو گے۔ حضرت عبداللہؓ نے مجبور ہو کر بظاہر باپ کا کہنا مان لیا اور رہائی حاصل کر لی لیکن دل سے وہ پکے اور سچے مسلمان ہی رہے۔

۲ ہجری میں مشرکینِ قریش بدر کی لڑائی کے لیے مکہ سے روانہ ہوئے تو حضرت عبداللہؓ بن سہیلؓ کو بھی اپنے لشکر میں شامل کر لیا۔ جب میدانِ بدر میں حق و باطل کے پیرو ایک دوسرے کے مقابل ہوئے تو حضرت عبداللہؓ شرک کا ظاہری جامہ چاک کر کے جھٹ لوائے توحید کے نیچے جا کر کھڑے ہو گئے۔ یہ دیکھ کر ان کے والد غیظ و غضب میں دانت پیسنے لگے لیکن اب تیر کمان سے نکل چکا تھا۔

حضرت عبداللہؓ بڑی بہادری سے مشرکین کے خلاف لڑے اور یوں اصحابِ بدر میں شامل ہونے کا عظیم شرف حاصل کر لیا۔

غزوۂ بدر کے بعد حضرت عبداللہؓ نے اُحد، خندق، حدیبیہ، فتح مکہ اور عہدِ نبوی کے دوسرے مشہور غزوات میں سرورِ عالم ﷺ کی ہم رکابی کا شرف حاصل کیا۔ بیعتِ رضوان (۶ ہجری) میں بھی شریک تھے اور صلح نامۂ حدیبیہ پر انہوں نے بھی گواہ کے طور پر اپنے دستخط ثبت کیے تھے۔

فتح مکہ (۸ ہجری) کے موقع پر حضرت عبداللہؓ کے والد سہیلؓ گھر کا دروازہ بند کر کے بیٹھ گئے اور حضرت عبداللہؓ کو کہلا بھیجا کہ محمد (ﷺ) سے میری جاں بخشی کرا دو ورنہ میری جان کی خیر نہیں۔ حضرت عبداللہؓ کو باپ کی بے بسی پر رحم آ گیا۔ بارگاہِ رسالت میں حاضر ہو کر عرض کی ''یا رسول اللہ میرے باپ کو امان دے دیجیے۔'' حضورؐ کا دریائے کرم اس وقت جوش پر تھا آپؐ نے فرمایا ''ان کو امان ہے بلا خطر گھر سے باہر نکل کر گھومیں پھریں۔'' ''مستدرک حاکم'' میں ہے کہ اس کے ساتھ ہی آپؐ نے مسلمانوں کو ہدایت فرمائی کہ سہیلؓ سے کوئی شخص سختی سے پیش نہ آئے۔

خدا کی قسم وہ ایک دانا آدمی ہے ایسا دانش مند اسلام سے دور نہیں رہ سکتا۔ اس طرح اپنے سعادت مند فرزند کی بدولت سہیلؓ کو امان مل گئی اور ساتھ ہی انہوں نے قبولِ ایمان کا شرف حاصل کرلیا۔ اس کے بعد ان کی ساری زندگی گزشتہ اعمال کی تلافی کرنے میں گزری۔

سرورِ عالم ﷺ کے وصال کے بعد حضرت ابوبکر صدیقؓ کے عہدِ خلافت میں فتنۂ ارتداد نے زور پکڑا تو حضرت عبداللہؓ بن سہیلؓ اس لشکر میں شامل ہو گئے جو حضرت خالدؓ بن ولید کی قیادت میں مسیلمہ کذّاب کی سرکوبی کے لیے بھیجا گیا۔ مسلمانوں اور مسیلمہ کے درمیان یمامہ کے مقام پر خونریز جنگ ہوئی۔ حضرت عبداللہؓ نے اس لڑائی میں نہایت بہادری سے لڑتے ہوئے جامِ شہادت پیا۔ اس وقت ان کی عمر ۳۸ برس کی تھی۔ ابنِ سعدؒ کا بیان ہے کہ خلیفۃ الرسولؐ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے ان کے والد حضرت سہیلؓ سے تعزیت کی تو انہوں نے کہا، میں نے سنا ہے کہ شہید اپنے گھرانے کے ستر آدمیوں کی شفاعت کرسکتا ہے مجھے اُمید ہے کہ میرا شہید فرزند سب سے پہلے بارگاہِ خداوندی میں میری سفارش کرے گا۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ